دور حاضر میں اردو ادب کے بنگلہ مترجم

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسرافیل*

ترجمہ ایک فن ہے۔ ادب کی اہم شاخ ہے۔ جس کے ذریعے دوسری زبانوں کے علوم وفنون سے آشنائی ہوتی ہے۔ اس فن سے ایک قوم دوسری قوم کے ذخیرۂ علم و ادب سے آشنا ہوتی۔ عصر حاضر میں آمد و رفت میں وسعت اور سرعت آ جانے کی وجہ سے دنیا کی مختلف زبانیں بولنے والوں میں ارتباط و اختلاط بڑھتا جا رہا ہے اور اس لئے ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش بھی بڑھ رہی ہے۔ دوسروں سے استفادہ کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے ترجمہ۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ترجمہ نگار سماج اور ملک میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں ملک میں، دونوں زبانوں میں، دونوں تہذیبوں میں رابطہ قائم کرتے ہیں۔ مترجم کا کام ایک برج (Bridge) کی طرح ہے۔ سماج اور ادب میں مترجم کی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ مضمون میں اردو ادب کے بنگلہ مترجمان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ظفر عالم :

ظفر عالم ۱۹۴۳ء میں ضلع کاکسس بازار میں پیدا ہوئے۔ وہ بیک وقت مصنف، صحافی، مترجم ایک کامیاب سرکاری ملازم تھے۔ وہ بنگلہ کے علاوہ اردو اور انگریزی زبان میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ وہ بنگلہ دیش کے مشہور اخبار "روزانہ بنگلہ" کے معاون ایڈیٹر تھے۔ مختلف وزارتوں میں عوامی تعلقات (Public Realation) افسر کے طور پر کام کیا۔ کلکتہ میں بنگلا دیش سفارت خانے میں ایک پریس کونسلر کے طور پر بھی خدمات انجام دیں ۲۰۰۱ء سال میں ظفر صاحب نے سرکاری ملازمات سے سبکدوشی حاصل کی۔

---

* شعبۂ اردو، ڈھاکہ یونیورسٹی، بنگلہ دیش

بچپن ہی سے تصنیف و تالیف کی طرف ظفر کا گہرا شوق تھا۔اسی شوق ہی نے ان کو تصنیف و تالیف کے میدان میں اتارا۔کالج میں پڑھتے وقت ان کی تصنیفی زندگی شروع ہوئی۔دور حاضر میں وہ مترجم کی حیثیت سے بہت مشہور ہیں۔اردو ادب کے مشہور مصنفین جیسے منشی پریم چند،کرشن چندر،سعادت حسن منٹو وغیرہ کی مشہور تصانیف کو بنگلہ میں ترجمہ کر کے بنگلہ ترجمائی ادب کو سرمایہ دار بنایا۔انہوں نے بنگالی قارئین سے ان کا تعارف کرایا۔آج بنگلا دیش کے تعلیم یافتہ لوگوں کے پاس پریم چند،سعادت حسن منٹو،کرشن چندر،عصمت چغتائی،قراۃ العین حیدر وغیرہ اجنبی نام نہیں ہیں۔

ظفر کی ترجمائی کتابوں کی تعداد تقریبا ۲۰ ہے۔ان میں چند کے نام یہ ہیں :

(۱) منٹو کے بہترین افسانے : یہ منٹو کے تیرہ افسانوں کا ترجمہ ہے۔

(۲) شطرنج کے کھلاڑی : پریم چند کے افسانہ کا ترجمہ ہے۔

(۳) نیرہ : عصمت چغتائی کے افسانہ کا ترجمہ ہے۔

(۴) ایک ٹکرا میسری :منٹو کے افسانوں کے مجموعہ کا ترجمہ ہے۔

(۵) آخری شب کا ہم سفر : قراۃ العین حیدر کے ناول کا ترجمہ ہے۔

(۶) برصغیر کے اردو افسانے : یہ ہندوستان، پاکستان اور بنگلا دیش کے منتخب افسانوں کا ترجمہ ہے۔ اسمیں تینوں ملک کے منتخب مختصر افسانہ نگاروں کے تصورات کو بنگالی عوام تک پہچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ۳۳۶صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۲۰۰۴ سال میں ایڈرن پبلیکیشن سے شائع ہوئی۔

اردو سے بنگلہ ترجمہ ادب میں اہم کردار ادا کرنے کی وجہ سے ۲۰۰۴ میں ظفر صاحب کو '' بنگلہ اکیڈمی ادبی ایوارڈ'' نوازا گیا۔اس کے علاوہ اور بہت سے انعام بھی حاصل کئے۔انہوں نے ۲۰ جولائی ۲۰۲۰ء کو ڈھاکہ میں انتقال فرمایا۔نمونہ کلام :

منٹو کا افسانہ '' ٹھنڈا گوشت '' سے اقتباس :

ایشر سنگھ نے کرپان ایک طرف پھینک دی اور پلنگ پر لیٹ گیا۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کئی دنوں کا بیمار ہے۔کلونت کور نے پلنگ کی طرف دیکھا جواب ایشر سنگھ سے

لبالب بھرا تھا۔اس کے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوگیا۔ چنانچہ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اس نے بڑے پیار سے پوچھا " جانی، کیا ہوا ہے تمہیں ؟ " ایشر سنگھ چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔اس سے نگاہیں ہٹا کر اس نے کلونت کور کے مانوس چہرے کو ٹٹولنا شروع کیا۔" کلونت " آواز میں درد تھا۔کلونت ساری کی ساری سمٹ کر اپنے بالائی ہونٹ میں آ گئی۔ " ہاں جانی "۔کہہ کر وہ اس کو دانتوں سے کاٹنے لگی۔

ظفر کا بنگلہ ترجمہ:

ঈশ্বর সিং কৃপাণ একপাশে ছুঁড়ে ফেলে দেয় এবং খাটে সটান হয়ে শুয়ে পড়ে। তাকে দেখে মনে হয় সে অনেক দিন যাবত রোগে ভুগছে। কুলবন্ত খাটের দিকে তাকায় যেখানে ঈশ্বর সিং শুয়েছিল। কুলবন্তের মনে সহানুভূতি ও আবেগের সঞ্চার হয়। মাথায় হাতবুলিয়ে দিয়ে মায়াভরা কণ্ঠে জিজ্ঞাসা করে , 'তোমার কি হয়েছে বল তো।' ঈশ্বর সিং ছাদের দিকে তাকিয়ে থাকে। এরপর কুলবন্তের দিকে তাকিয়ে খুঁটিয়ে খুঁটিয়ে দেখে আর ডাকে, 'কুলবন্ত।' তার কণ্ঠ বিষাদভরা কুলবন্তের চোখে প্রেমের আবেগ ফুটে ওঠে, ' জী, বল' বলে সে সাড়া দেয়।।

مصطفیٰ ہارون :

مصطفیٰ ہارون ایک مقالہ نگار، مترجم اور صحافی ہیں۔اردو سے بنگلہ ترجمہ کرنے والوں میں ان کا خاص مقام ہے۔ ان کا ترجمہ بہت اعلیٰ معیاری ہوتا ہے۔کرشن چندر کا افسانہ " میں گدھا بول رہا ہوں " اور " بھگوان کے ساتھ کچھ لمحہ " سعادت حسن منٹو کا " گنج فرشتے " اور " کالی شلوار " اور مختلف افسانہ نگاروں کے منتخب افسانوں کا ترجمہ " منتخب اردو افسانے " ان کی یادگار ترجمائی کارنامے ہیں۔ " منتخب اردو افسانے " پڑھتے وقت بنگالی پڑھنے والوں اردو زبان کے مختلف قسم کے افسانوں کا لطف لے سکتے ہیں۔اردو افسانہ کے موجد منشی پریم چند سے لے کر موجودہ افسانہ نگار تک کو بالترتیب بیان کیا گیا

ہے۔ مترجم کی کرشمہ سازی کی وجہ سے یہ کتاب ترجمہ ادب کی ایک نادر کتاب بن گئی ہے۔ بہترین مترجم کی حیثیت سے ہارون صاحب نے ۱۹۸۷ء میں '' تروئی ادبی ایوارڈ'' حاصل کیا۔

بلبل سروار :

بلبل سروار ۲۷ نومبر ۱۹۶۲ء میں ضلع گوپال گنج میں پیدا ہوئے۔ طبیب ان کا پیشہ ہے لیکن ادب خوانی ان کا نشہ ہے۔ خصوصاً ترجمہ ادب میں انہیں گہری دستگاہ حاصل ہے۔ آپ نے اردو ادب کے دو عظیم شاعر میر تقی میر اور میرزا غالب کی غزلوں کا ترجمہ کرنے کی ہمت دکھائی۔ ان دو شاعروں کی غزلوں کا ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ میر اور غالب کی غزلوں کو اصل مفہوم سے قریب تر لانے میں دشواری ہوتی ہے۔ اس لئے بلبل صاحب نے لفظی ترجمے سے احتراز کیا ہے تاکہ اصل مطلب واضح ہو سکے۔ انہوں نے نثری ترجمے میں کوشش کی ہے تاکہ بنگالی پڑھنے والوں کو اردو شعر کی دل کشی اور روح سے روشناس کیا جائے۔

جاوید حسن :

موجودہ دور میں ترجمہ ادب میں جاوید حسن ایک معروف نام ہے۔ انہوں نے میرزا غالب پر لکھی ہوئی کتاب ''جان غالب '' کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ کتاب میرزا غالب کی غزلوں کی مختصر شرح ہے۔ ۲۰۰۵ء سال میں یہ کتاب منظر عام پر آئی۔ اسی سال '' اہم اردو شعرا '' کے نام سے ان کی دوسری کتاب شائع ہوئی جس میں میر، غالب اور اقبال کی غزلوں کے بنگلہ تراجم شامل ہیں۔ ۲۰۰۹ء میں جاوید حسن نے '' بودھو بھومی '' کی نام سے جو کتاب شائع کی وہ احمد فراز کی نظم '' جشن مقتل '' کا بنگلہ ترجمہ ہے۔ اس کے علاوہ فیض احمد فیض کی زندگی پر تبصرہ کے ساتھ ساتھ ان کی منتخب نظموں کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ زبان بہت سیدھی سادی استعمال کی گئی ہے تاکہ بنگالی پڑھے والے بلا تکلف آسانی سے سمجھ سکے۔ نمونۂ کلام :

غالب کی زبان میں :

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو
پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

جاوید حسن کا ترجمہ :

এবার সেই বিজনে হারাই যেখানে নেই কেউ
কেউ রবে না সমদর্শী , সমভাষী কেউ সেখানে।
ইচ্ছে আমার তুলতে বাড়ি দেয়াল এবং দরজা ছাড়াই,
পড়শি সেথা রইবে না কেউ এবং কেউ দ্বার প্রহরায়।
অসুখ হয়ে থাকলে পড়ে কেউ রবে না দেখা-শোনার,
জীবন গিয়ে ফুরিয়ে গেলে কেউ রবে না কান্না তোলার ।۲

مبین الحق :

مبین الحق کلکتہ کے ضلع پرولیا میں ۱۹۵۲ء میں پیدا ہوئے۔ بیسویں صدی کے آخر میں شعر خوانی سے ان کی ادبی زندگی شروع ہوئی۔ ترجمہ کے علاوہ سماج اور تہذیب سے متعلق بہت سارے مقالے لکھ کر انہوں نے شہرت حاصل کی۔ بنگلہ ترجمہ ادب میں مبین الحق ایک خاص نام ہے۔ '' پاکستان کے اردو افسانے ''ان کا اہم کارنامہ ہے۔ اسمیں پاکستان کے ۱۶افسانہ نگاروں کی مختصر سوانح عمری کے ساتھ ساتھ ان کے افسانوں کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ اردو زبان کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہے۔ اس لئے ان کا ترجمہ سرسری ترجمہ نہیں ہوتا۔ احساس، غم، عشق، طنز وغیرہ افسانہ کا ترجمہ اصل کی طرح ہوا ہے۔ اس وصف نے ان کے ترجمہ ادب کو جداگانہ شرف کی حیثیت بخشی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ :

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ بنگلا دیش کے نامور ماہر تعلیم اور ممتاز محقق ہیں۔ وہ مختلف زبانوں سے واقف ہیں۔ بالخصوص بنگلا، اردو اور انگریزی میں انہیں مہارت کامل حاصل ہے۔ چالیس سال تک انہوں نے ان تینوں زبانوں میں تحقیقاتی کام کئے ہیں۔

پروفیسر عبداللہ کا شمار بنگالی نژاد اردو نقادوں میں ہوتا ہے۔ ان کی ۳۰ تحقیقی اور عوامی کتابیں شائع ہو چکی ہیں ۔ اس کے علاوہ انہوں نے کثیر التعداد تحقیقی مضامین سپرد قلم کئے جو ماہنامہ فاران (کراچی)، سیارہ (لاہور) ساقی (کراچی) روزنامہ پاسبان (ڈھاکہ) میں شائع ہوتے رہے۔ ادبی خدمات میں ڈاکٹر عبد اللہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اردو اور فن کاران اردو کو بنگلہ حلقوں میں اور بنگالی کے مشاہیر ادب کو اردو داں طبقوں میں متعارف کرانے کی کامیاب کوشش کی۔ اس ضمن میں سرسید کی مشہور کتاب '' اسباب بغاوت ہند ''اور مولانا الطاف حسین حالی کا لازوال شاہکار'' مسدس حالی '' کا بنگلہ ترجمہ عبداللہ کی اہم کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ ان کے مقالے اور کتابوں میں اردو شاعروں کے کئی نظموں کا بنگلہ ترجمہ موجود ہے۔ نمونۂ کلام :

علامہ اقبال کی نظم'' خضر راہ ''کے چند بند :

بندہ مزدور کو جا کر مرا پیغام دے
خضر کا پیغام کیا، ہے یہ پیام کائنات
اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دار حیلہ گر
شاخ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات

ڈاکٹر عبداللہ کا بنگلہ ترجمہ :

শোনাও গিয়ে মজদুর-কে আমার এ পয়গাম
এ নহে শুধু আমার পয়গাম ! এ হলো বিশ্বেরও পয়গাম।
হে মজদুর ! শেষ করেছে তোমায় প্রতারক পুঁজিপতি,
রয়েছে সংকটে তোমার ভাগ্য শ'শ' বছর ধরে। ۳

اسد چودھری :

اسد چودھری دور حاضر بنگلا دیش کے مشہور و معروف شاعر ہیں۔ادب کے مختلف شاخوں میں انہوں نے طبع آزمائی کی ہے۔ ترجمہ ادب میں ان کو خاص شہرت ہے۔ ''بنگلہ دیش کی جنگ آزادی'' ان کی ایک یادگار کتاب ہے۔انہوں نے'' بنگلہ اکاڈیمی ادبی انعام'' ''اکوشے تمغہ'' کے علاوہ اور بھی بہت سارے انعام حاصل کئے۔ ''باڑیر کاچھے عرشی نگر ''(گھر کے نزدیک شہر آئینہ) ان کی ایک مشہور مترجم کتاب ہے۔اس کتاب میں انہوں نے بنگلہ دیش کے ۷۵ اردو شاعروں کی مختصر سوانح عمری اور ان کی شاعری کا بنگلہ ترجمہ کیا ہے۔ترجمہ کرنے وقت اسد صاحب نے اصل مفہوم سے قریب تر رہنے کی کوشش کی ہے۔

نمونۂ کلام کے طور پر احسن احمد اشک کی نظم '' کچھ اپنے متعلق '' کے چند اشعار:

جو لہری من میں اٹھتی ہے گیت ان کو بناتا جاتا ہوں
سنسار کو ' پتیم نگاری ' کا پیغام سناتا جاتا ہوں
جو فرق ہے نور و ظلمت میں وہ اہل بصیرت ہی جانے
میں آئینہ گر ہوں ، دونوں کو آئینہ دیکھاتا جاتا ہوں
محفوظ رہے یا مٹ جائے کچھ اس سے نہیں ہے مجھکو غرض
میں عمر کے سرکاش دھارے پر کچھ نقش بناتا جاتا ہوں

اسد چودھری کا بنگلہ ترجمہ :

যে তরঙ্গ হৃদয় থেকে উৎসারিত
তাকে নিয়েই গান বাঁধি,
পৃথিবীটাকে শোনাতে থাকি
শান্তির লোলিত বাণী।
আলো আধাঁরের ফারাক আছে ঠিকই
বুদ্ধিমানেরা জানে, মানেও এ-সব,
আমি পরোয়া করি না কিছুই,
আলো আর আধাঁর-দুটোকেই আয়না দেখাই।

টিকে থাকুক বা না থাকুক
এ-সবে আমার কিছু যায় আসে না-
জীবনের চঞ্চল ধাবমান ধারার ওপর
আমি নকশা আঁকি, কারুকাজ ক'রে যাই। [۴]

ہیکل ہاشمی :

محمد مصطفیٰ ہیکل ہاشمی مشہور و معروف ترقی پسند اردو شاعر مرحوم نوشاد نوری کے فرزند ہیں۔نوشاد نوری تقسیم ہند کے بعد پٹنہ، سے ترک وطن کر کے ڈھاکہ آئے تھے۔ یہاں یکم نومبر ۱۹۶۰ء میں ہیکل پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۲ء میں انہوں نے ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبۂ مینجمنٹ سے بی اے اور ۱۹۸۴ء میں ایم اے کیا۔ اکاؤنٹس میں ایم بی اے کرنے کے بعد انہوں نے آئی۔ایف۔آئی۔سی بینک میں ایک جونیئر افیسر کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔اب وہ اسی بینک کے ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ہیکل کو شاعری ورثے میں ملی ہے۔وہ بنگلہ اور اردو دونوں زبانوں میں نظمیں کہتے ہیں۔موجودہ دور میں بنگلہ دیش کے ترجمائی ادب میں وہ ایک معروف نام ہیں۔وہ بنگلہ، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں میں ترجمہ کرنے میں ماہر ہیں۔ان کے تراجم مختلف جرائد اور رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔''بنگلہ دیش کا اردو افسانہ (حصہ اول)''، ''بنگلہ دیش کا اردو افسانہ (حصہ دوم) اور'' برصغیر کا اردو افسانہ ''ان کی قابل ذکر ترجمائی کتاب ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد غلام ربانی :

محمد غلام ربانی ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے پروفیسر ہیں۔ دور حاضر میں وہ بنگلہ مترجم کے لحاظ سے نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔انہوں نے بنگلہ زبان میں اردو کہانی کا ترجمہ ۱۹۹۶ء سے شروع کیا۔ان کے مترجم افسانوں کا ایک مجموعہ ''بڑو گھریر میئے'' نام سے منظر عام پر آیا ہے۔اس میں روبوٹ، حج اکبر، بڑے گھر کی بیٹی ، میں ایک میاں ہوں، غلطی وغیرہ افسانوں کا ترجمہ ہے ۔انہوں نے پریم چند، کرشن چندر، راحت آرا بیگم، شام بارکپوری، احمد سعدی کے افسانوں کے ترجمے کئے ہیں۔وہ بڑی عمدگی سلاست اور

روانی سے بنگلہ زبان میں ترجمہ کرتے ہیں۔ نمونۂ کلام :

پریم چند کا مشہور افسانہ" حجِ اکبر" سے اقتباس :

" نصیر دایہ کے پیچھے پیچھے دروازے تک آیا۔ لیکن جب دایہ نے دروازہ باہر سے بند کر دیا تو مچل کر زمین پر لیٹ گیا اور انا انا کہہ کر رونے لگا۔ شاکرہ نے چمکارا، پیار کیا، گود میں لینے کی کوشش کی۔ مٹھائی کا لالچ دیا۔ میلہ دیکھانے کا وعدہ کیا۔ اس سے کام نہ چلا تو بندر اور سپاہی اور لولو اور ہوا کی دھمکی دی۔ پر نصیر پر مطلق اثر نہ ہوا۔ یہاں تک کہ شاکرہ کو غصہ آ گیا۔ اس نے بچے کو وہیں چھوڑ دیا اور گھر آ کر گھر کے دھندوں میں مصروف ہوگئی۔ نصیر کا منہ اور گال لال ہوگئے۔ آنکھیں سوج گئیں۔ آخر وہ وہیں زمین پر سسکتے سسکتے سو گیا۔"

پروفیسر ڈاکٹر محمد غلام ربانی کا بنگلہ ترجمہ :

পরিচারিকার পিছন পিছন নাসির গেট পর্যন্ত এলো। যখন আয়া বাহির থেকে গেট টেনে দিলো তখন নাসির মাটিতে গড়াগড়ি শুরু করলো। আন্না, আন্না বলে কাঁদতে লাগলো। শাকেরা তাকে সান্তনা দিলো, আদর করলো, কোলে নেয়ার চেষ্টা করলো, মিষ্টি কিনে দেয়ার লোভ দেখালো, মেলায় নিয়ে যাওয়ার আশ্বাস দিলো। কোন কাজ হলো না। এবার বানর, পুলিশ, লেওড়ি, হুওয়া এর ভয় দেখাতে লাগলো। এসবেও নাসিরের উপর কোন প্রভাব পড়লো না। শেষমেশ শাকেরার রাগ চরমে ওঠে গেলো। সে বাচ্চাকে সেখানেই রেখে দিলো। বাড়ির কাজে মনোযোগী হয়ে গেলো। শেষ পর্যন্ত সে মাটিতেই হিচকাতে হিচকাতে ঘুমিয়ে পড়লো।[۵]

حکیم حبیب الرحمان انیسویں صدی ڈھاکہ کی ایک نامور شخصیت تھے۔ وہ بیک وقت طبیب، تاریخ نویس، صحافی، مفکر تھے۔" ڈھاکہ پچاس برس پہلے " اور " آسودگان ڈھاکہ " ڈھاکہ پر لکھی ہوئی ان کی

دو مشہور تاریخی کتابیں ہیں۔ ڈاکٹر رضاء الکریم نے '' ڈھاکہ پچاس برس پہلے '' اورمولانا اکرم فاروق اور مولانا روح الامین نے '' آسودگان ڈھاکہ'' کتاب کا بنگلہ ترجمہ کیا ہے۔ بنگالی قارئین میں ان دونوں کتابوں نے بہت شہرت حاصل کی۔ نمونۂ کلام :

حکیم حبیب الرحمان کی کتاب ' آسودگان ڈھاکہ ' سے اقتباس:

'' بنگال بھر میں میرے علم میں ڈھاکہ ہی ایک ایسی آباد جگہ ہے جہاں بے شمار پکی قبریں ادھر ادھر نظر آتی ہیں۔ اور شہر کے علاوہ ضلع بھر میں خاصکر نارائن گنج سب ڈویزن میں جہاں اب بنگالہ کی پرانی راجدھانی یا دار الحکومت سنارگاؤں واقع ہے، مزارات کی کمی نہیں ہے۔ لیکن میں نے اپنے اس رسالہ میں ایک خاص قطعۂ زمین پر جو مزارات واقع ہوئے ہیں ، صرف انہیں کا تذکرہ کیا ہے۔ اور پورے ضلع کیلئے اگرچہ مرے پاس سامان بہت کچھ موجود ہے مگر پھر بھی مزید تحقیقات اور کوشش کی ابھی ضرورت ہے۔ اگر خدا نے توفیق رفیق فرمائی تو میں خود دوسرے حصہ میں پورے ضلع کا حال لکھونگا۔ ''

بنگلہ ترجمہ :

আমার জানা মতে সমগ্র বাংলার মধ্যে ঢাকা এমন এক জনবসতি স্ান যেখানে অসংখ্য পাকা কবর এখানে ওখানে ছড়িয়ে ছিটিয়ে দ"ষ্টিগোচর হয়। আর শহর ছাড়াও সারা জেলায় বিশেষতঃ নারায়ণগঞ্জ মহকুমায় যেখানে এখন বাংলার প্রাচীন রাজধানী বা প্রশাসনিক কেন্দ্র সোনারগাঁও অবস্িত, সেখানে মাযারসমূহের কোন কমতি নেই। কিন্ আমি আমার এ পুস্তিকায় নির্দিষ্ট ভূখন্ডে যে সকল মাযার অবস্িত, শুধু সেগুলো সম্পর্কেই আলোচনা করেছি। সমগ্র জেলার জন্য যদিও আমার নিকট অনেক মাল মসলাই রয়েছে, তথাপি এজন্য আরও অধিক অনুসন্ধান ও চেষ্টা সাধনার প্রয়োজন। এজন্য এ পুস্তিকায় সমগ্র জেলার

মাযারসমূহের তথ্য সন্নিবেশিত হয়নি। আল্লাহ তা'আলার তওফিক যদি অনুকূলে হয়, তবে ইনশাআল্লাহ দ্বিতীয় খন্ডে আমি সমগ্র জেলার মাযারসমূহের বিবরণ উল্লেখ করবো। ৭

ایوب حسین بنگلہ کے شاعر اور صحافی ہیں۔انہوں نے شمیم زمانوی کے ساتھ مل کر ''نوشاد نوری کی نظمیں'' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی جس میں نوشاد نوری کی تیں نظمیں اور پانچ غیر مطبوعہ غزلیں اور ان کے بنگلہ ترجمے شامل کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب فروری ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئی۔

احسن احمد اشک بنگالی نژاد اردو شاعر تھے'' برق و باراں'' اور '' جاگتے جزیرے'' ان کی دو شعری مجموعہ ہے۔ڈاکٹر جعفر احمد بھویاں نے ان دو کتابوں کا بنگلہ ترجمہ کیا ہے۔جو بنگلہ اکیڈمی نے ۲۰۰۳ء میں شائع کیا ہے۔

ان ہستیوں کے علاوہ دور حاضر میں ایسے بہت ترجمہ نگار منظر عام پر آئے جنہوں نے ترجمہ کے وسیلے سے ہم عصر اور جدید اردو ادب کو بنگلا دیش کے قاری سے متعارف کرانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ان میں اختر النبی، قاضی معصوم، عبدالحئی شیکدار، حسنین امتیاز، انوار حسین منجو، اے۔بی۔ایم کمال الدین، شاہ جہاں چودھوری، عبدالحفیظ شامل ہیں۔

''اردو ادب کے مشہور شاعر اور شاعری'' نامی راقم کی بھی ایک بنگلہ کتاب ہے۔اس میں اردو ادب کے مختلف ادوار کے دس مشہور شاعروں کی زندگی پر تبصرہ اور اس کے ساتھ ساتھ ان شعراء کی منتخب شاعری کا بنگلہ ترجمہ بھی پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ۲۰۱۶ء میں ڈھاکہ کے ٹی اینڈ ٹی پبلیکشنس سے شائع ہوئی۔اس کتاب سے ایک مثال پیش خدمت ہے ۔حکیم مومن خاں مومن کی ایک غزل :

وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی ،کبھی ہم میں تم میں بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ گنتے تھے آشنا ، جسے آپ کہتے تھے بے وفا
میں وہی ہوں مومن مبتلا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

راقم کا بنگلہ ترجمہ :

তোমার আমার মাঝে ছিল কভু শান্তির অনুভূতি-আছে কিনা আছে তব মনে
সেই কথা দেয়া, সেই শপথ পূর্ণ করিবার স্মৃতি-আছে কিনা আছে তব মনে।
তোমাতে আমাতে কভু ছিল প্রীতি ছিল ভালোবাসা ভাবনার পথ ছিল এক
তোমার আমার মন, দোজনায় ছিল পরিচিতি-আছে কিনা আছে তব মনে।
কখনো জেনেছো যারে বান্ধব, চিরপরিচিত, প্রেমিক ভেবেছো কভু যারে
আমি সে মুমিন, যার বিরহে জড়ানো তব প্রীতি -আছে কিনা আছে তব মনে।۷

ماٴخذ ومنابع :

۱۔ظفر عالم ،منٹو کے بہترین افسانے ،احمد پبلیشین ہاؤز، ڈھاکہ، ۲۰۰۹ء، ص۔۳۱

۲۔جاوید حسن، جان غالب ، ترتیبی سمبائے،کوملا، ۲۰۰۵ء، ص۔ ۲۲

۳۔ڈاکٹر محمد عبداللہ، اقبال اور نذرل کی شاعری میں تصورات، اسلامک فاؤنڈیشن بنگلادیش، ڈھاکہ، ۲۰۰۳ ص۔ ۵۹

۴۔اسد چودھری، باڑیر کا چھے عرشی نگر (گھر کے نزدیک شہر آئینہ)، سرابن پبلیکشن، ۲۰۰۰ء، ص۔۳۷

۵۔پروفیسر غلام ربانی، حج اکبر (ترجمہ)، ماہنامہ 'گلوکار'، اگست، ۲۰۱۹ء، ص۔۴۷

۶۔ مولانا اکرم فاروق ومولانا روح الامین، آسودگان ڈھاکہ (ترجمہ)، ۲۰۰۸ء، ص۔۴

۷۔ڈاکٹر محمد اسرافیل، اردو ادب کے مشہور شاعر اور شاعری، ٹی اینڈ ٹی پبلیکشنس، ۲۰۱۶ء ،ص۔ ۸۸